46616

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

محترم جناب مفتی صاحب جامعہ دارالعلوم کراچی

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:۔

مسجد شرعی کے حوالے سے جامعہ دار العلوم کراچی سے یہ فتویٰ دیا جاتا ہے کہ شرعی مسجد کیلئے اس کی جگہ باقاعدہ وقف ہونی چاہئے اور مسجد کا بالائی حِصّہ اور نچلا حصّہ بھی وقف ہونا چاہئے لیکن آج کل دنیا میں ہر جگہ آبادی کی کثرت اور زمین کے مہنگے ہونے کی وجہ سے کثیر المنزلہ عمارت کا رواج پایا جاتا ہے اور اس طرح کی عمارتوں میں یہ تو ممکن ہوتا ہے کہ مسجد کیلئے ایک حِصّہ مخصوص کر دیا جائے لیکن مسجد کا بالائی حِصہ اور نچلا حِصّہ بھی وقف ہو یہ ممکن نہیں ہوتا بالائی حِصّہ اور نچلا حِصّہ عموماً لوگوں کی ملکیت ہوتا ہے اسی وجہ سے اس طرح کی مساجد کو تمام فتاویٰ میں مسجد شرعی قرار نہیں دیا جاتا ہے مُصلیٰ (نماز گاہ) قرار دیا جاتا ہے اور اُس پر مسجد کے اَحکامات جاری نہیں کئے جاتے ہیں لیکن ہدایہ وغیرہ کتب فقہ میں یہ صراحت ہے کہ حضرت امام ابو یوسفؒ اور حضرت امام محمدؒ نے اپنے زمانے میں ضیق منازل کو دیکھتے ہوئے یہ فتویٰ دیا تھا کہ مسجد شرعی کیلئے اس کا بالائی اور نچلا حِصّہ وقف ہونا ضروری نہیں ہے اور آج کل آبادی کی کثرت اور زمینوں کے مہنگے ہونے کی وجہ سے کثیر المنزلہ عمارت کا رواج بہت زیادہ ہو گیا ہے، یہاں رہنے والے اگر اِس عمارت کی مسجد میں نماز پڑہیں تو انہیں مسجد شرعی میں نماز پڑھنے کا ثواب نہیں ملتا اور ہر نماز کیلئے نیچے اتر کر کسی مسجد شرعی میں جانا دشوار ہوتا ہے خاص طور پر جبکہ قریب میں کوئی مسجد نہ ہو۔ آج کل حضرات صاحبین رحمھما اللہ کی اِس رائے کو اختیار کرتے ہوئے کیا یہ فتویٰ دیا جاسکتا ہے کہ ایسی کثیر المنزلہ عمارات میں مسجد شرعی ہونے کیلئے مسجد کے بالائی اور نچلے حِصّے کا وقف ہونا ضروری نہیں۔؟ اَز راہ کرم اِس اہم مسئلہ پر غور فرمائیں اور تحقیقی جواب عطا فرمائیں، تاکہ دور حاضر کی یہ دشواری دور ہو اور بڑی عمارتوں میں شرعی مسجد بنائی جاسکیں۔ واَجرُکم علی اللہ۔

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۱۴۱۲۱۰۰۲۰۱۰
مورخہ

سائل: محمد طیب
کورنگی، انڈسٹریل، ایریا کراچی
رابطہ نمبر: 03325727666

(جواب منسلکہ ورقہ پر ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔۔)

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلّیاً

ظاہر الروایہ کے مطابق تو مسجدِ شرعی ہونے کیلئے ضروری ہے کہ علو اور سفل بھی مسجد ہوں یا مسجد پر وقف ہوں یا مصالح مسجد میں مشغول ہوں۔ البتہ امام رافعیؒ نے اس میں مزید تعمیم یہ فرمائی کہ اگر علو یا سفل مصالح مسجد کیلئے وقف نہیں لیکن مسلمانوں کے عام مصالح کیلئے مختص ہیں، کسی کی ذاتی ملکیت نہیں تو بھی یہ مسجدِ شرعی ہونے سے مانع نہیں۔ (دیکھئے عبارت نمبر:۱۲)

اگر علو یا سفل کسی کی ذاتی ملکیت ہوں تو ظاہر الروایۃ کے مطابق تو یہ جگہ مسجدِ شرعی نہیں ہے لیکن صاحبِ ہدایہؒ نے اس صورت کے بارے میں مزید تین روایات نقل فرمائی ہیں:

نمبر۱۔ حسن ابن زیادؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ اگر سفل مسجد ہے اور علو مسکن ہے تو یہ مسجدِ شرعی ہونے سے مانع نہیں۔ اسکی برعکس صورت میں یہ جگہ مسجدِ شرعی نہیں ہوگی۔

نمبر۲۔ حضرت امام محمدؒ سے اسکے برعکس منقول ہے کہ اگر علو مسجد ہے اور سفل مسکن ہے یا ذاتی استعمال میں مشغول ہے تو یہ مسجدِ شرعی ہونے سے مانع نہیں۔ اسکی برعکس صورت میں یہ جگہ مسجدِ شرعی نہیں ہوگی۔

نمبر۳۔ حضرت امام ابو یوسفؒ جب بغداد تشریف لائے اور مکانات کی تنگی دیکھی تو یہ فتویٰ دیا کہ اگر علو اور سفل دونوں مسکن ہیں یعنی ذاتی استعمال میں مشغول ہیں تو بھی یہ مسجدِ شرعی ہونے سے مانع نہیں اور حضرت امام محمدؒ جب رے تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی یہ فتویٰ دیا۔

یہ غیر ظاہر الروایہ روایات شراحِ ہدایہ نے بھی نقل کی ہیں اور انکی تشریح کی ہے لیکن کسی نے انکی تردید نہیں کی۔

علامہ ابن نجیمؒ نے انہیں روایاتِ ضعیفہ سے تعبیر کیا ہے اور علامہ شامیؒ نے علامہ ابن نجیمؒ کی یہ بات نقل کی اور اس پر کوئی تبصرہ نہیں فرمایا۔ امام سرخسیؒ نے مبسوط میں بھی یہ تینوں روایات نقل فرمائی ہیں اور آخر میں امام ابو یوسفؒ کا فتویٰ نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

وهو مستقيم على أصله، وقد بينا أنه يوسع في الوقف فكذلك في المسجد

وقف کے مسائل میں امام ابو یوسفؒ کی رائے پر فتویٰ ہونے کی صراحت حضراتِ فقہاءِ کرامؒ نے کی ہے (دیکھئے عبارت نمبر۶ اور ۷)

دار الافتاء

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned with CamScanner

ائمہ ثلاثہ یعنی حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک مسجدِ شرعی ہونے کیلئے ضروری نہیں کہ علو اور سفل مسجد ہوں یا مصالحِ مسجد میں مشغول ہوں بلکہ اگر علو اور سفل دونوں یا ان میں سے کوئی ایک ذاتی ملکیت میں مشغول ہے تو یہ مسجدِ شرعی ہونے سے مانع نہیں۔ (دیکھئے عبارات نمبر ۱۳ سے ۲۱)

موجودہ دور میں آبادی کے اضافہ اور زمین کے مہنگے ہونے کی وجہ سے کثیر المنزلہ رہائشی عمارات اور خریداری کے مراکز کا رجحان تیزی سے بڑھتا جارہا ہے اور ان کثیر المنزلہ عمارات میں عام طور پر نماز کیلئے مناسب جگہ مخصوص تو کی جاتی ہے لیکن یہ ممکن نہیں ہوتا کہ کسی جگہ کو اس طرح وقف کر کے مسجد بنادیا جائے کہ اس کا علو اور سفل بھی یا تو مسجد ہو یا مصالحِ مسجد کیلئے وقف ہو یا مسلمانوں کی اجتماعی ضرورت کیلئے وقف ہو۔ ایسی صورتوں میں ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ حضراتِ صاحبین رحمہما اللہ سے منقول روایات اور ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے مذہب پر فتویٰ دینے کیلئے اجتماعی غور وخوض کیا جائے خصوصاً جبکہ ضیقُ المنازل کی علت آج کے دور میں اس سے کہیں زیادہ پائی جارہی ہے جس کا مشاہدہ حضرات صاحبین رحمہما اللہ نے اپنے زمانہ میں کیا تھا۔

اس حوالے سے دار الافتاء جامعۃ الرشید سے ایک تحریر بھی دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی کے اکابر کی آراء معلوم کرنے کیلئے بھیجی گئی جس میں حضرات صاحبینؒ سے منقول روایات کے مطابق فتویٰ دینے کی طرف رجحان ظاہر کیا گیا۔ دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی میں اِس مسئلہ پر تفصیلی غور کیا گیا اور یہ طے کیا گیا کہ ملک کے دیگر مؤقر دُور الافتاء سے استصواب کے بعد درج ذیل شرائط کا لحاظ رکھ کر حضرات صاحبینؒ سے منقول روایات پر فتویٰ دینے پر غور کیا جاسکتا ہے:

1. کثیر المنزلہ عمارت میں جو جگہ مسجد کیلئے مخصوص کی جارہی ہے وہ مسجد کیلئے وقف کی جائے۔
2. یہ گنجائش وہاں دی جائے جہاں علو اور سفل کو وقف کرنا مشکل ہو جیسے کثیر المنزلہ عمارت وغیرہ۔
3. سب سے پہلے یہ کوشش کی جائے کہ کسی بھی کثیر المنزلہ عمارت کیساتھ جیسے پارکنگ بنائی جاتی ہے اسی طرح اس کی سطحِ زمین پر مسجدِ شرعی بنائی جائے اور قانوناً مالک پر لازم ہو کہ وہ مسجد بنائے اور متعلقہ محکمے اِس کے بغیر نقشہ منظور نہ کریں۔
4. جو حصہ مسجد کیلئے وقف کیا جارہا ہے اس کی مسجدیت کو قانونی تحفظ دیا جائے تاکہ مستقبل میں کوئی اس جگہ کو مسجد کے علاوہ کسی اور مقاصد میں استعمال نہ کرسکے۔
5. قانونی کاغذات میں اسکی وضاحت ہونی چاہئے کہ اسکی خرید وفروخت ممکن نہیں ہوگی، آئندہ اگر پوری بلڈنگ بیچی جائے تو بیع میں مسجد کی جگہ شامل نہیں ہوگی اور نہ اُس کا کوئی مُعاوضہ لیا جائے گا بلکہ وہ حسب

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned with CamScanner

سابق مسجد ہی رہے گی، مالک یہ صراحت کر کے بلڈنگ بیچے کہ مسجد کیلئے وقف جگہ بیع میں شامل نہیں۔ (دیکھئے عبارت نمبر: ۲۲)

۶۔ اور اگر کبھی عمارت منہدم ہو جائے تو جو حق زمین میں دیگر فلیٹس اور دوکانات کے مالکان کو ملے گا وہ مسجد کو بھی ملے گا اور دوبارہ تعمیر کی صورت میں مسجد کی جگہ حسب سابق مسجد رہے گی، یا اگر حکومت کسی جائز وجہ سے عمارت کو منہدم کر دے تو جس طرح وہ دیگر مالکان کو معاوضہ دیگی اسی طرح اِس مسجد کو بھی معاوضہ ملے گا، جو معاوضہ ملے اِس سے اگر کہیں اور مسجد بنائی جاسکتی ہو تو مسجد بنائی جائیگی ورنہ امام ابو یوسفؒ کے قولِ ثانی کے مطابق کسی قریب ترین مسجد میں رقم لگائی جائے گی۔

چنانچہ دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی کی مذکورہ بالا رائے مع شرائط ملک کے دُوَر الافتاء میں استصواب کیلئے بھیجی گئی (انکی فہرست منسلک ہے) اُن میں سے ۲۰ دُوَر الافتاء سے اُن کی آراء موصول ہوئیں جنکا خلاصہ یہ ہے:

جامعہ خیر المدارس ملتان، دار العلوم رحیمہ نیلا گنبد کوئٹہ اور جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا کیطرف سے حسب سابق ظاہر الروایۃ ہی کے مُطابق فتویٰ دینے کی رائے آئی۔ جبکہ درجِ ذیل دُوَر الافتاء کی طرف سے دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی کی رائے سے بالکلیہ یا اُصولی طور پر مع اِضافہ شرائط اتفاق کیا گیا:

۱۔ جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
۲۔ جامعہ زکریّا کربوغہ شریف
۳۔ جامعہ دار العلوم چمن
۴۔ جامعہ فریدیہ اسلام آباد
۵۔ دار الافتاء جامعہ اشرفیہ سکھر
۶۔ جامعہ امدادیہ فیصل آباد
۷۔ جامعہ رشیدیہ آسیاد بلوچستان
۸۔ ادارہ غفران راولپنڈی
۹۔ دار الافتاء ربانیہ کوئٹہ
۱۰۔ جامعہ مدنیّہ لاہور
۱۱۔ جامعہ دار العلوم یاسین القرآن کراچی
۱۲۔ دار الافتاء مرکزی جامع مسجد اسلام آباد
۱۳۔ دار الافتاء جامعہ دار العلوم کبیر والا
۱۴۔ دار الافتاء جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۱۵۔ دار الافتاء تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی
۱۶۔ جامعہ حقّانیہ ساہیوال
۱۷۔ جامعہ دار الہدیٰ کراچی

موجودہ دور میں آبادی کے اضافے اور زمین کے مہنگے ہونے کیوجہ سے کثیر المنزلہ رہائشی عمارات اور خریداری کے مراکز کے رجحان کے پیش نظر اور ملک کے مؤقر دور الافتاء کی آراء کو سامنے رکھتے ہوئے حضرات صاحبینؒ سے منقول روایات کے مطابق یہ گنجائش معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ بالا شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے اگر کثیر المنزلہ عمارت میں

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned with CamScanner

ایک منزل یا مخصوص حصہ مسجد کیلئے وقف کر دیا جائے اور اس کا سفل اور علویٰ اُن میں سے کوئی ایک وقف نہ ہو تو اُسے مسجد شرعی قرار دیا جاسکتا ہے، تاہم اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ مسلم ممالک جہاں مستقل مساجد کثرت سے پائی جاتی ہیں اور یہ مسلم ممالک کا شعار بھی ہیں اُنہیں قائم کرنے اور اُن میں باجماعت نماز کے اہتمام میں کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہئے اور یہ گنجائش بوقت ضرورت ہی اِستعمال کیجائے کہ جہاں قریب میں مستقل مسجد نہ ہو یا کثیر المنزلہ عمارت سے اترنے چڑھنے میں دشواری ہو وہاں اس طرح کی مسجد قائم کرلی جائے، غیر مسلم ممالک جہاں مستقل مساجد بہت کم اور کافی فاصلے پر ہوتی ہیں وہاں اِس گنجائش سے بسہولت استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ (فقہی عبارات منسلک ہیں)..... واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بندہ خلیل احمد اعظمی غفرلہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

/ محرم الحرام / ۱۴۴۴ھ

/ اگست / ۲۰۲۲ء

الجواب صحیح

بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۲۳-۱-۱۴۴۴ھ

الجواب صحیح

۱۴۴۴-۱-۲۴

الجواب صحیح

عبد المنان عفی عنہ

۲۴-۱-۱۴۴۴ھ

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفی عنہ

۲۶/۱/۱۴۴۴ھ

الجواب صحیح

حسین احمد عفی عنہ

۱۴۴۴/۱/۲۸ھ

الجواب صحیح

شاہ محمد تفضل علی عفی عنہ

۱۴۴۴/۲/۲ھ

الجواب صحیح

عبد الرقاس

۲۴/۲/۳ھ

الجواب صحیح

عبد الحسیب

۲/۲/۱۴۴۴ھ

الجواب صحیح

محمد عبد اللہ عفی عنہ

۱۴۴۴-۲-۶ھ

الجواب صحیح

۱۴۴۴/۲/۴ھ

دار الافتاء

فتویٰ نمبر ۱۲۴۱۰/۰

مورخہ ۱۴۴۴/۲/۸ھ

۲۰۲۲/۹/۵ء

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned with CamScanner

متعلقة عبارات

(١) الهداية في شرح بداية المبتدي (٣ / ٢٠)

قال: "ومن جعل مسجدا تحته سرداب أو فوقه بيت وجعل باب المسجد إلى الطريق، وعزله عن ملكه فله أن يبيعه، وإن مات يورث عنه "لأنه لم يخلص لله تعالى لبقاء حق العبد متعلقا به، ولو كان السرداب لمصالح المسجد جاز كما في مسجد بيت المقدس. وروى الحسن عنه أنه قال: إذا جعل السفل مسجدا وعلى ظهره مسكن فهو مسجد؛ لأن المسجد مما يتأبد، وذلك يتحقق في السفل دون العلو. وعن محمد على عكس هذا؛ لأن المسجد معظم، وإذا كان فوقه مسكن أو مستغل يتعذر تعظيمه. وعن أبي يوسف أنه جوز في الوجهين حين قدم بغداد ورأى ضيق المنازل فكأنه اعتبر الضرورة .وعن محمد أنه حين دخل الري أجاز ذلك كله لما قلنا.

(٢) فتح القدير للكمال ابن الهمام (٦ / ٢٣٤)

(قوله ومن جعل مسجدا تحته سرداب) وهو بيت يتخذ تحت الأرض لتبريد الماء وغيره (أو فوقه بيت) ليس للمسجد واحد منهما فليس بمسجد (وله بيعه ويورث عنه إذا مات) ، ولو عزل بابه إلى الطريق (لبقاء حق العبد متعلقا به) والمسجد خالص لله سبحانه ليس لأحد فيه حق قال الله تعالى {وأن المساجد لله} [الجن: ١٨] مع العلم بأن كل شيء له فكان فائدة هذه الإضافة اختصاصه به، وهو بانقطاع حق كل من سواه عنه وهو منتف فيما ذكر. أما إذا كان السفل مسجدا فإن لصاحب العلو حقا في السفل حتى يمنع صاحبه أن ينقب فيه كوة أو يتد فيه وتدا على قول أبي حنيفة، وباتفاقهم لا يحدث فيه بناء ولا ما يوهن البناء إلا بإذن صاحب العلو، وأما إذا كان العلو مسجدا فلأن أرض العلو ملك لصاحب السفل، بخلاف ما إذا كان السرداب أو العلو موقوفا لصاحب المسجد، فإنه يجوز إذ لا ملك فيه لأحد بل هو من تتميم مصالح المسجد فهو كسرداب مسجد بيت المقدس هذا هو ظاهر المذهب.

وروي عن أبي حنيفة أنه إذا جعل السفل مسجدا دون العلو جاز؛ لأنه يتأبد، بخلاف العلو، وهذا تعليل للحكم بوجود الشرط، فإن التأبيد شرط وهو مع المقتضى، وإنما يثبت الحكم معهما مع عدم المانع وهو تعلق حق واحد. وعن محمد عكسه؛ لأن المسجد معظم وهو تعليل بحكم الشيء وهو متوقف على وجوده (وعن أبي يوسف أنه جوز ذلك في الأولين لما دخل بغداد ورأى ضيق الأماكن و) كذا (عن محمد لما دخل الري) وهذا تعليل صحيح؛ لأنه تعليل بالضرورة

دار الإفتاء ٧٠/٢٤١٠

Scanned with CamScanner

(٣) البناية شرح الهداية (٧ :455)

(وعن محمد – رَحِمَهُ اللَّهُ – على عكس هذا) ش: أي روي عن محمد – رَحِمَهُ اللَّهُ – عكس هذا بأن جعل العلو مسجدًا صح، وإذا جعل السفل لا يصح. م (لأن المسجد يعظم، وإن كان فوقه مسكن أو مستغل) ش: أي يكرى للاستغلال.

م: (يتعذر تعظيمه) ش:

وعن بعض المشايخ إذا كان العلو مسجدًا والسفل حوانيت موقوفة على المسجد أو على الأغلب لا بأس به؛ لأن الكل منقطع عن حقوق العباد، ولو كان تحته حوض العامة اختلف فيه على قول من يجوز اتخاذ العلو مسجدًا، قيل: لا يجوز قياسًا على الحوض الحاض، وقيل: يجوز.

م: (وعن أبي يوسف – رَحِمَهُ اللَّهُ – أنه جوز في الوجهين) ش: يعني إذا كان تحته سرداب أو فوقه بيت. م: (حين قدم بغداد ورأى ضيق المنازل، فكأنه اعتبر الضرورة، وعن محمد – رَحِمَهُ اللَّهُ – أنه حين دخل الري أجاز ذلك كله لما قلنا) ش: أي للضرورة. وإنما أعاد ذكر قول محمد – رَحِمَهُ اللَّهُ – بهذا الطريق ولم يقله عن أبي يوسف ومحمد مع أن هذين القولين في الحكم عندهما سواء [...] ما ذكر لكل واحد من دخول مخصوص في مصر مخصوص، ولزيادة التعليم بلفظ الكل، وكذلك عطف على قوله، ومن جعل مسجدًا تحته سرداب فله أن يبيعه.

(٤) المبسوط للسرخسي (١٢ / ٩٤)

قال :(وإن بنى على منزله مسجدا، وسكن أسفله، أو جعله سردابا، ثم مات: فهو ميراث) . وكذلك إن جعل أسفله مسجدا، وفوقه مسكنا؛ لأن المسجد ما يحرز أصله عن ملك العباد، وانتفاعهم به على قياس المسجد الحرام، وذلك غير موجود فيما اتخذه – حين استثنى العلو أو السفل لمنفعة نفسه –. وعن محمد قال: إن جعل السفل مسجدا: جاز، وإن جعل العلو مسجدا دون السفل: لا يجوز؛ لأن المسجد ما له قرار، وتأبيد في السفل دون العلو. وعن الحسن بن زياد – رحمه الله – أنه إذا دخل العلو مسجدا، والسفل مستغلا للمسجد فهذا يجوز – استحسانا –. وعن أبي يوسف أن ذلك كله جائز، رجع إليه حين قدم بغداد، ورأى ضيق المنازل بأهلها فجوز أن يجعل العلو مسجدا دون السفل والسفل دون العلو، وهو مستقيم على أصله، وقد بينا أنه يوسع في الوقف فكذلك في المسجد.

(٥) المبسوط للسرخسي (٢٨ / ٩٦)

وان جعل السفل مسجدا والعلو مسكنا أو على عكس ذلك فهو ميراث يباع؛ لأن الأصل في المساجد الكعبة وتلك البقعة جعلت لله تعالى وتحررت عن حقوق العباد فكل ما يكون في معنى ذلك فهو نافذ وما لم يكن في معناه فليس بمسجد وعلى قول الحسن إن جعل السفل مسجدا دون العلو

Scanned with CamScanner

جاز. وإن جعل العلو مسجدا دون السفل لا يجوز؛ لأن المسجد ماله قرار وتأبيد، وعن أبي يوسف أنه جوز ذلك كله حين قدم بغداد ورأى ضيق المنازل بأهلها، وقد بينا هذا الحبس في كتاب الوقف

(٦)المحيط البرهاني في الفقه النعماني (٦ / ٢٠٧):

وعن أبي يوسف أنه أجاز أن يكون الأسفل مسجداً والأعلى ملكاً؛ لأن الأسفل أصل عن محمد أنه حين دخل الري ورأى ضيق الأمكنة جوز ذلك.

(٧)البحر الرائق شرح كنز الدقائق (٥ / ٢٧١)

قوله ومن جعل مسجدا تحته سرداب أو فوقه بيت وجعل بابه إلى الطريق وعزله أو اتخذ وسط داره مسجدا وأذن للناس بالدخول فله بيعه ويورث عنه) لأنه لم يخلص لله تعالى لبقاء حق العبد متعلقا به والسرداب بيت يتخذ تحت الأرض لغرض تبريد الماء وغيره كذا في فتح القدير وفي المصباح السرداب المكان الضيق يدخل فيه والجمع سراديب. اهـ.

وحاصله أن شرط كونه مسجدا أن يكون سفله وعلوه مسجدا لينقطع حق العبد عنه لقوله تعالى {وأن المساجد لله} [الجن: ١٨] بخلاف ما إذا كان السرداب أو العلو موقوفا لمصالح المسجد فإنه يجوز إذ لا ملك فيه لأحد بل هو من تتميم مصالح المسجد فهو كسرداب مسجد بيت المقدس هذا هو ظاهر المذهب وهناك روايات ضعيفة مذكورة في الهداية وبما ذكرناه علم أنه لو بنى بيتا على سطح المسجد لسكنى الإمام فإنه لا يضر في كونه مسجدا لأنه من المصالح

(٨) الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٤ ٣٥٧:)

وإذا جعل تحته سردابا لمصالحه) أي المسجد (جاز) كمسجد القدس (ولو جعل لغيرها أو) جعل (فوقه بيتا وجعل باب المسجد إلى طريق وعزله عن ملكه لا) يكون مسجدا)وله بيعه ويورث عنه

(٩) حاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٤ / ٣٥٧)

قوله :وإذا جعل تحته سردابا) جمعه سراديب، بيت يتخذ تحت الأرض لغرض تبريد الماء وغيره كذا في الفتح وشرط في المصباح أن يكون ضيقا نهر (قوله أو جعل فوقه بيتا إلخ) ظاهره أنه لا فرق بين أن يكون البيت للمسجد أو لا إلا أنه يؤخذ من التعليل أن محل عدم كونه مسجدا فيما إذا لم يكن وقفا على مصالح المسجد وبه صرح في الإسعاف فقال: وإذا كان السرداب أو العلو لمصالح المسجد أو كانا وقفا عليه صار مسجدا. اهـ .شرنبلالية.

قال في البحر: وحاصله أن شرط كونه مسجدا أن يكون سفله وعلوه مسجدا لينقطع حق العبد عنه لقوله تعالى {وأن المساجد لله} [الجن: ١٨]- بخلاف

Scanned with CamScanner

ما إذا كان السرداب والعلو موقوفا لمصالح المسجد، فهو كسرداب بيت المقدس هذا هو ظاهر الرواية وهناك روايات ضعيفة مذكورة في الهداية. اهـ .

وكذا فى تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي (٣:٣٣٠) (١٣)درر الحكام شرح غرر الأحكام (٢ / ١٣٥)

(١٠) الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٤:411)

ومقتضى كون الفتوى على قول أبي يوسف في الوقف أنه يفتى بقوله هنا

(١١) البحر الرائق شرح كنز الدقائق (٥ / ٢٤٩)

قال في أنفع الوسائل------ وإما لأن الفتوى في الوقف على قول أبي يوسف

(١٢)تقريرات الرافعى :٤، ٨٠)

قول المصنفؒ لمصالحه) ليس بقيد بل الحكم كذلك اذاكان ينتفع به عامة المسلمين على ما افاده فى غاية البيان حيث قال اورد الفقيه ابو الليث سئوالاوجوابا فقال فان قيل اليس مسجد بيت المقد س تحته مجتمع الماء والناس ينتفعون به قيل اذاكان تحته شيئى ينتفع به عامة المسلمين يجوز لانه اذا انتفع به عامتهم صار ذلک لله تعالىٰ ايضا اهـ ومنه يعلم حكم كثير من مساجد مصر التى تحتها صهاريج ونحوها۔

(١٣)المغني لابن قدامة (٦ / ٩)

فصل جعل علو داره مسجدا دون سفلها أو سفلها دون علوها

(4379)فصل: إذا جعل علو داره مسجدا دون سفلها، أو سفلها دون علوها، صح، وقال أبو حنيفة: لا يصح؛ لأن المسجد يتبعه هواؤه ولنا أنه يصح بيعها، كذلك يصح وقفه، كالدار جميعها، ولأنه تصرف يزيل الملك إلى من يثبت له حق الاستقرار والتصرف، فجاز فيما ذكرنا كالبيع.

(١٤)كشاف القناع عن متن الإقناع :(241 / 4)

(ولو جعل سفل بيته مسجدا، وانتفع بعلوه) أي البيت صح (أو عكسه) بأن جعل علو بيته مسجدا وانتفع بسفله صح (أو) جعل (وسطه) أي البيت مسجدا وانتفع بعلوه وسفله (ولو لم يذكر استطراقا) إلى ما جعله مسجدا (صح) الوقف (ويستطرق) إليه (كما لو باع) بيتا من داره (أو أجر بيتا من داره) ولم يذكر له استطراقا فإنه يصح البيع والإجارة ويستطرق إليه على العادة.

(١٥) النجم الوهاج في شرح المنهاج (٥/ ٤٥٩)

ويصح وقف أسفل الدار دون علوها وعكسه، سواء وقفه مسجداً أو غيره.

(١٦) أسنى المطالب في شرح روض الطالب (٢ / ٤٥٨):

(و) يصح وقف (العلو وحده) من دار، أو نحوها ولو مسجدا

(١٧) حاشية الجمل على شرح المنهج = فتوحات الوهاب بتوضيح شرح منهج الطلاب (٢/ ٣٥٩)

(قَوْلُهُ: وَمَسْجِدٌ) أَيْ سَوَاءٌ سَطْحُهُ وَجِدَارُهُ وَرَوْشَنُهُ وَإِنْ كَانَ كُلُّهُ فِي هَوَاءِ الشَّارِعِ وَرَحْبَتِهِ الْقَدِيمَةِ وَمَا يُنْسَبُ إلَيْهِ عُرْفًا مِنْ نَحْوِ سَابَاطٍ وَيَصِحُّ عَلَى غُصْنِ شَجَرَةٍ خَارِجٍ عَنْهُ وَأَصْلُهَا فِيهِ كَعَكْسِهِ وَلَيْسَ مِنْهُ مَا أَرْصُهُ مَمْلُوكَةٌ أَوْ مُحْتَكَرَةٌ خِلَافًا لِلزَّرْكَشِيِّ إذْ الْمَسْجِدُ مَا فِيهَا مِنْ

Scanned with CamScanner

الْبِنَاءِ دُونَهَا نَعَمْ إنْ بَنَى فِيهَا نَحْوَ دِكَّةٍ أَوْ مَسْطَبَةٍ وَوَقَفَهَا مَسْجِدًا صَحَّ فِيهَا لِقَوْلِهِمْ يَصِحُّ وَقْفُ السُّفْلِ دُونَ الْعُلُوِّ وَعَكْسُهُ وَهَذَا مِنْهُ وَكَذَا مَنْقُولٌ أَثْبَتَهُ وَوَقَفَهُ مَسْجِدًا ثُمَّ نَزَعَهُ وَلَوْ شَكَّ فِي الْمَسْجِدِيَّةِ اجْتَهَدَ اهـ. بِرْمَاوِيٌّ.

(١٨) شرح الزرقاني على مختصر خليل وحاشية البناني (٧/ ٣٨)

(و) كره (سكنى) بأهله (فوقه) أي المسجد الذي بنى للكراء إذ هو أقرب مذكور وأولى ما بنى للعبادة فقط حيث بنى محل السكنى بالأهل فوقه قبل تحبيسه مسجدًا بأن يكون نوى حالة بناء المسجد أو قبله بناء محل فوقه للسكنى بالأهل أو بنى علوًا وسفلًا لنفسه ثم جعل السفل مسجد الله على التأبيد وأبقى الأعلى سكنًا بالأهل وأما ما بنى فوقه بعد تحبيسه فحرام كما أفاده في الموات بقوله ومنع عكسه فلا معارضة وهذا أولى من حمل صر ما هنا من الكراهة على المنع ليوافق ما يأتي في باب الموات كما لا يخفى على المتأمل في فقه ما قدمته وأما السكنى تحته فتجوز بالأهل وغيره بنى لكراء أو لغيره وأما السكنى فوقه بغير أهل فجائز بالأولى مما قال في الموات

(١٩) الإقناع في فقه الإمام أحمد بن حنبل (١ / ٣٣٣):

وإن جعل سفل بيته أو علوه مسجدا صح وانتفع بالآخر

(٢٠) الفتاوى الفقهية الكبرى (٣ / ٢٧٤)

وَمِنْ هُنَا عُلِمَ أَنَّهُ يَصِحُّ وَقْفُ الْعُلْوِ دُونَ السُّفْلِ مَسْجِدًا كَعَكْسِهِ انْتَهَتْ وَهِيَ أَيْضًا مُصَرِّحَةٌ بِصِحَّةِ وَقْفِ الْبِنَاءِ دُونَ الْأَرْضِ مَسْجِدًا فَالْمُصَلِّي فِي هَوَائِهِ كَأَنَّهُ مُصَلٍّ بِالْمَسْجِدِ وَلَوْ سَقَّفَ ذَلِكَ الْبِنَاءَ صَحَّ عَلَى سَقْفِهِ الِاعْتِكَافُ وَأُعْطِيَ سَقْفُهُ جَمِيعَ أَحْكَامِ الْمَسْجِدِ وَذَكَرَ الْقَمُولِيُّ فِي بَابِ الِاعْتِكَافِ نَحْوَ مَا قَدَّمْته فَقَالَ يَصِحّ وَقْفُ الْعُلْوِ دُونَ السُّفْلِ مَسْجِدًا وَعَكْسُهُ فَعَلَى هَذَا لَوْ أَرَادَ بِنَاءَ مَسْجِدٍ فِي أَرْضٍ مَوْقُوفَةٍ لِلسُّكْنَى وَقُلْنَا لَا يَجُوزُ الْبِنَاءُ فِيهَا وَهُوَ الْمُرَجَّحُ فَالْحِيلَةُ أَنْ تُبْنَى الْعَرْصَةُ بِالْآجُرِّ وَالنُّورَةِ فَيَصِيرُ مَسْجِدًا إذَا وَقَفَهُ قِيَاسًا عَلَى وَقْفِ الْعُلْوِ دُونَ السُّفْلِ اهـ.

(٢١) الموسوعة الفقهية الكويتية :(295 / 12)

أجاز الشافعية والمالكية والحنابلة جعل علو الدار مسجدا، دون سفلها، والعكس؛ لأنهما عينان يجوز وقفهما، فجاز وقف أحدهما دون الآخر، كالعبدين.

ومن جعل مسجدا تحته سرداب أو فوقه بيت، وجعل باب المسجد إلى الطريق، وعزله عن ملكه، فلا يكون مسجدا، فله أن يبيعه، وإن مات يورث عنه لأنه لم يخلص لله تعالى، لبقاء حق العبد متعلقا به ولو كان السرداب لمصالح المسجد جاز، كما في مسجد بيت المقدس .هذا مذهب أبي حنيفة، خلافا لصاحبيه. وروى الحسن عن أبي حنيفة: أنه يجوز جعل السفل مسجدا وعليه مسكن، ولا يجوز العكس؛ لأن المسجد مما يتأبد، وروي عن محمد:

Scanned with CamScanner

عكس هذا؛ لأن المسجد معظم، وإذا كان فوقه مسكن أو مستغل فيتعذر تعظيمه. وعن أبي يوسف أنه جوزه في الوجهين حين قدم بغداد، ورأى ضيق المنازل، فكأنه اعتبر الضرورة.

(٢٢) فتح القدير للكمال ابن الهمام (٦ / ٤٥٩):

ولو باع قرية وفيها مسجد واستثنى المسجد جاز البيع.

(٢٣) تحفة المحتاج في شرح المنهاج وحواشي الشرواني والعبادي (٦ / ٢٤١):

في فتاوى السيوطي مسألة المسجد المعلق على بناء الغير أو على الأرض المحتكرة إذا زالت عنه هل يزول حكمه بزوالها الجواب نعم إذ لا تعلق لوقفية المسجد بالأرض وإنما قال الأصحاب إذا انهدم المسجد وتعذرت إعادته لم يصر ملكا إذا كانت الأرض من جملة وقف المسجد انتهى أقول ولينظر لو أعاد بناء تلك الآلات في ذلك المحل بوجه صحيح أو في غيره كذلك هل يعود حكم المسجد لذلك البناء بدون تجديد وقفية؛ لأن تلك الآلات ثبت لها حكم المسجد بشرط الثبوت؟ فيه نظر. اهـ. سم وميل القلب إلى عدم العود؛ لأن الأرض هي الأصل المقصود في المسجدية

(٢٤) الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف للمرداوي (٦ / ٨٤):

وقال في الفروع: ولم يفرق الأصحاب بين كون المستأجر وقف ما بناه أو لا. مع أنهم ذكروا استئجار دار يجعلها مسجدا. فإن لم تترك بالأجرة، فيتوجه أن لا يبطل الوقف مطلقا. قال الشيخ تقي الدين - رحمه الله - فيمن احتكر أرضا بنى فيها مسجدا، أو بناء وقفه عليه: متى فرغت المدة وانهدم البناء: زال حكم الوقف. وأخذوا أرضهم فانتفعوا بها. وما دام البناء قائما فيها فعليه أجرة المثل، كوقف علو ربع أو دار مسجدا. فإن وقف علو ذلك لا يسقط حق ملاك السفل. كذا وقف البناء لا يسقط حق ملاك الأرض. وذكر في الفنون معناه. قلت: وهو الصواب. ولا يسع الناس إلا ذلك

(٢٥) شرح مختصر خليل للخرشي (٧ / ١١):

وكراء أرض لتتخذ مسجدا والنقض لربه إذا انقضت (ش) يعني، وكذلك يجوز كراء الأرض لمن يتخذها مسجدا مدة الإجارة؛ إذ لا يشترط في الحبس التأبيد كما يأتي، فإذا انقضت مدة الإجارة رجع النقض لربه أي: لمن بناه يفعل به ما شاء وترجع الأرض لمالكها فلو أراد المالك بقاء البناء في أرضه على حاله حبسا لم يجبر بانيه على ذلك، ولو أراد بانيه بقاءه على حاله حبسا لم يجبر مالك الأرض على ذلك بخلاف ما إذا استحقت الأرض بعد بنائها مسجدا لله فإن النقض لا يكون لبانيه ويلزمه أن يجعله في مسجد آخر لله؛ لأن الباني خرج عنه لله على التأبيد.

Scanned with CamScanner

(٢٦) بحوث في قضايا فقهية معاصرة (١ / ٣٣٤):

والثاني: ما اتخذوه مسجدا شرعيا، وجعلوا أرضه وقفا كمسجد، فالحكم في مثل ذلك عند جمهور الفقهاء أن هذا المكان يبقى مسجدا إلى قيام الساعة، ولا يجوز بيعه في حال من الأحوال، ولا يرجع إلى ملك واقفه أبدا، وهذا مذهب مالك، والشافعي، وأبي حنيفة، وأبي يوسف رحمهم الله تعالى. يقول الخطيب الشربيني الشافعي رحمه الله: "ولو انهدم مسجد، وتعذرت إعادته أو تعطل بخراب البلد مثلا، لم يعد ملكا، ولم يبع بحال، كالعبد إذا عتق، ثم زمن، ولم ينقض إن لم يخف عليه لإمكان الصلاة فيه، ولإمكان عوده كما كان.. فإن خيف عليه نقض، وبنى الحاكم بنقضه مسجدا آخر إن رأى ذلك وإلا حفظه، وبناؤه بقربه أولى، ولا يبنى به بئرا" (١) . ويقول المواق من فقهاء المالكية: "ابن عرفة من المدونة وغيرها: يمنع ما خرب من ربع الحبس مطلقا،..وعبارة الرسالة: ولا يباع الحبس وإن خرب..وفي الطرر عن ابن عبد الغفور: لا يجوز بيع مواضع المسجد الخربة، لأنها وقف، ولا بأس ببيع نقضها".

وجاء في الهداية من كتب الفقه الحنفي: "ومن اتخذ أرضه مسجدا لم يكن له أن يرجع فيه، ولا يبيعه ولا يورث عنه، لأنه تجرد عن حق العباد، وصار خالصا لله، وهذا لأن الأشياء كلها لله تعالى، وإذا أسقط العقد ما ثبت له من الحق رجع إلى أصله، فانقطع تصرفه عنه، كما في الإعتاق، ولو خرب ما حول المسجد واستغنى عنه يبقى مسجدا عند أبي يوسف لأنه إسقاط منه، فلا يعود إلى ملكه" (١) . إلا أن مذهب الإمام أحمد رحمه الله في مثل هذا أن المسجد يجوز بيعه عندما وقع الاستغناء عنه بالكلية فقد جاء في المغني لابن قدامة: "أن الوقف إذا خرب، وتعطلت منافعه، كدار انهدمت أو أرض خربت، وعادت مواتا، ولم تمكن عمارتها، أو مسجد انتقل أهل القرية عنه، وصار في موضع لا يصلى فيه، أو ضاق بأهله، ولم يمكن توسيعه في وضعه، أو تشعب جميعه، فلم تمكن عمارته ولا عمارة بعضه إلا ببيع بعضه، جاز بيع بعضه لتعمر به بقيته، وإن لم يمكن الانتفاع بشيء منه بيع جميعه، (٢) وهناك قول آخر: وهو قول الإمام محمد بن الحسن الشيباني، أن الوقت إذا استغني عنه تماما، فإنه يعود إلى ملك الواقف، أو إلى وراثه بعد موته، يقول صاحب الهداية: "وعند محمد يعود إلى ملك الباني، أو إلى وراثه بعد موته، لأنه عينه لنوع قربة، وقد انقطعت، فصار كحصير المسجد وحشيشه إذا استغني عنه"

دار الإفتاء

Scanned with CamScanner

فإذا عاد إلى ملك الواقف جاز له بيعه بعد ذلك. وأن الجمهور استدلوا على قولهم بعدم جواز البيع، وعدم انتقاله إلى ملك الواقف، بقصة عمر رضي الله عنه بخيبر على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان من شرائط الوقف: ((أنه لا يباع أصلها، ولايبتاع، ولا تورث ولا توهب)) أخرجه الشيخان وهذا لفظ مسلم في باب الوقف. واستدل الإمام أبو يوسف للجمهور بالكعبة أيضا، فإن في زمن الفترة قد كان حول الكعبة عبدة أصنام، وما كان صلاتهم عند البيت إلا مكاء وتصدية، ثم لم يخرج موضع الكعبة به من أن يكون موضع طاعة وقربة خالصة لله تعالى فكذلك سائر المساجد، واعترض عليه ابن الهمام في فتح القدير، بأن الطواف لم يزل باقيا على عهد الفترة أيضا، فلم تترك العبادة المقصودة بالكعبة رأسا، وأجاب عنه الشيخ العثماني التهانوي رحمه الله بأن القربة التي عينت لها لكعبة هي الصلاة إليها، دون الطواف وحده، لقوله تعالى حكاية عن إبراهيم عليه السلام بعد ذكر إسكانه ذريته عند البيت الحرام {رَبَّنَا لِيُقِيْمُواْ الْصَّلاَةَ} ولم يذكر الطواف، وقوله {وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلْطَّائِفِيْنِ وَالْقَائِمِيْنَ} مفسر بالمسافرين والمقيمين كقوله {سَوَاءاً الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ} (٢) ، وإن من أقوى أدلة الجمهور في هذا الباب قوله الله تعالى {وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلاَ تَدْعُواْ مَعَ اللهِ أَحَداً} .

إذا تعينت لله أصلا، وعينت له عقدا، صارت عتيقة عن التملك، مشتركة بين الخليفة في العبادة (١) وأخرج ابن جرير في تفسيره (٢) عن عكرمة {وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ للهِ} قال: المساجد كلها. وأما الإمام أحمد فاستدل له ابن قدامة، بما روي أن عمر رضي الله عنه كتب إلى سعد لما بلغ أنه قد نقب بيت المال الذي بالكوفة: انقل المسجد الذي التمارين، واجعل بيت المال قبلة المسجد، فإنه لن يزال في المسجد مصل. (٣) وأجاب عنه ابن الهمام بأن يمكن أنه أمره باتخاذ بيت المال في المسجد. (٤) .

ويبدو أن المذهب الراجح في هذا مذهب الجمهور، فلا ينبغي أن يباع مسجد بعد ما تقرر كونه مسجدا، وإلا لصارت المساجد مثل كنائس النصارى، يبيعونها كلما شاءوا، ولكن المسألة لما كانت مجتهدا فيها، وفي كلا الجانبين دلائل من الكتاب والسنة، فلو خيف الاستيلاء من قبل الكفار على مسجد ارتحل عن جواره أهله، ولم يرج عود المسلمين إلى ذلك المكان، ففي مثل هذه الضرورة الشديدة، يبدو أنه لا بأس بالأخذ بقول الإمام أحمد أو محمد بن الحسن رحمهما الله تعالى، ويباع بناء المسجد ويصرف ثمنه إلى بناء مسجد آخر، لا إلى مصرف سوى المسجد، قد نص عليه فقهاء الحنابلة حيث قالوا:

دار الإفتاء

Scanned with CamScanner

"ولو جاز جعل أسفل المسجد سقاية وحوانيت لهذه الحاجة، لجاز تخريب المسجد، وجعله سقاية وحوانيت، ويجعل بدله مسجدا في موضع آخر" .

ثم إن جواز هذا البيع إنما يصار إليه أن تحقق انتقال جميع السكان هما حول المسجد، ولم يرجع عودهم إليه، فإن انتقل أكثر السكان، وبقي منهم بعض، فلا سبيل إليه، قد نص عليه الفقهاء الحنابلة أيضا حيث قالوا:

"وإن لم تتعطل مصلحة الوقف بالكلية لكن قلت: وكان غيره أنفع منه، وأكثر ردا على أهل الوقف لم يجز بيعه، لأن الأصل تحريم البيع، وإنما أبيح للضرورة صيانة لمقصود الوقف عن الضياع مع إمكان تحصيله، ومع الانتفاع وإن قل ما يضيع المقصود (٢)

Scanned with CamScanner

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

پاکستان کے منتخب دُوَرُ الافتاء اور اُنکے مفتیان کرام کی فہرست

جن کو مولانا خلیل احمد اعظمی صاحب کی تحریر (مسجد شرعی کے لئے علو اور سفل کا وقف) آراء کیلئے بھیجی گئیں

حضرت مولانا مفتی ابو بکر سعید الرحمن صاحب مد ظلہم دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ، بنوری ٹاؤن، کراچی	حضرت مولانا مفتی محمد یوسف افشانی صاحب مد ظلہم دار الافتاء جامعہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی، کراچی
حضرت مولانا مفتی محمد صاحب مد ظلہم دارالافتاء جامعۃ الرشید، احسن آباد، کراچی	حضرت مولانا مفتی سیف اللہ جمیل صاحب مد ظلہم نائب رئیس دار الافتاء جامعہ بنوریہ سائٹ، کراچی
حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مد ظلہم دارالافتاء جامعۃ اشرف المدارس، گلشن اقبال، کراچی	حضرت مولانا مفتی عبد القدوس ترمذی صاحب مد ظلہم دار الافتاء جامعہ حقانیہ ساہیوال، ضلع سرگودھا
حضرت مولانا فضل الرّحیم صاحب مد ظلہم نگران دار الافتاء، جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن موڑ، لاہور	حضرت مولانا مفتی عبد اللہ صاحب مد ظلہم دار الافتاء جامعہ خیر المدارس اور نگزیب روڈ، ملتان
حضرت مولانا مفتی حامد حسن صاحب مدّ ظلہم دارالافتاء دار العلوم کبیر والا، ضلع خانیوال	حضرت مولانا مفتی مختار الدّین شاہ صاحب مد ظلہم دار الافتاء جامعہ زکریّا کربوغہ تحصیل و ضلع ہنگو، صوبہ خیبر پختونخواہ
حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبد الواحد صاحب مد ظلہم دارالافتاء جامعۃ مدنیّہ لاہور	حضرت مولانا مفتی غلام الرّحمٰن صاحب مد ظلہم دار الافتاء جامعہ عثمانیہ، نوتھیا، پشاور
حضرت مولانا مفتی رضوان صاحب مد ظلہم ادارۃ الغفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پوسٹ بکس نمبر ۹۵۹	حضرت مولانا مفتی مختار اللہ حقانی صاحب مد ظلہم دار الافتاء جامعہ حقّانیہ اکوڑہ خٹک
حضرت مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب مد ظلہم دارالافتاء جامعۃ مفتاح العلوم چوک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا	حضرت مولانا مفتی محمد زاہد صاحب مد ظلہم دار الافتاء جامعہ اسلامیہ امدادیہ ستیانہ روڈ محلہ محمد آباد فیصل آباد
حضرت مولانا مفتی عبد الرشید صاحب مد ظلہم دارالافتاء جامعۃ اسلامیہ کشمیر روڈ صدر، راولپنڈی	حضرت مولانا مفتی محمد خالد صاحب مد ظلہم دار الافتاء دار العلوم اسلامیہ ہالہ نیو ہالہ شہر ضلع ٹنڈو الہیار، سندھ
حضرت مولانا مفتی واجد حسین صاحب مد ظلہم دارالافتاء مدرسہ نصرت العلوم نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پنجاب	حضرت مولانا مفتی محمد زبیر حق نواز صاحب مد ظلہم دار الافتاء دار العلوم الصفّہ، نورانی مسجد، نزد چاندنی چوک سعید آباد بلدیہ ٹاؤن، کراچی

Scanned with CamScanner

حضرت مولانا مفتی عاصم اقبال صاحب مد ظلہم دار الافتاء جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی	حضرت مولانا مفتی عبد الحمید ربانی صاحب مد ظلہم دار الافتاء جامعہ دار الہدی بلاک 1 بلمقابل مین گیٹ کراچی یونیورسٹی گلستان جوہر کراچی
حضرت مولانا مفتی محمد فاروق صاحب مد ظلہم دار الافتاء جامعہ احتشامیہ جامع مسجد جیکب لائن صدر کراچی	حضرت مولانا مفتی نجم الحسن امروہی صاحب مد ظلہم دار الافتاء دار العلوم یاسین القرآن، سیکٹر ۵ / ایم نارتھ کراچی نزد کالا اسکول کراچی
حضرت مولانا مفتی ریاض محمد بگرامی صاحب مد ظلہم دار الافتاء دار العلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی	حضرت مولانا مفتی محمد طاہر صاحب مد ظلہم مخزن العلوم خانپور ضلع رحیم یار خان
حضرت مولانا مفتی صدیق علی صاحب مد ظلہم دار الافتاء دار العلوم فیصل آباد پیپلز کالونی نمبر ۲ نیز پہاڑی چوک فیصل آباد	حضرت مولانا مفتی عبد الغفار جمالی صاحب مد ظلہم دار الافتاء جامعہ اشرفیہ والس روڈ سکھر
حضرت مولانا مفتی دوست محمد صاحب مد ظلہم دار الافتاء لال مسجد سیکٹر / ۶ ڈی اسلام آباد	حضرت مولانا مفتی محمد فارق صاحب مد ظلہم دار الافتاء جامعہ العلوم الاسلامیہ سیکٹر ای سیون اسلام آباد
حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی صاحب مد ظلہم دار الافتاء لاسمور الشرعیہ والمالیہ رحیس انعام اللہ روڈ الفلاح ٹاؤن، صادق آباد رحیم یار خان	حضرت مولانا مفتی عبد الوہاب صاحب مد ظلہم معہد الفقیر الاسلامی بالمقابل شکر گنج شوگر مل ٹوبہ روڈ جھنگ پنجاب
حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب مد ظلہم دار الافتاء مدرسہ دار العلوم مظاہر العلوم نزد صدیق پلازہ لطیف آباد ۹، حیدر آباد	حضرت مولانا مفتی محمد عرفان صاحب مد ظلہم دار الافتاء جامعہ عربیہ ریاض العلوم لیاقت کالونی پلاٹ ۴۰ حیدر آباد
حضرت مولانا مفتی گل حسن صاحب مد ظلہم دار الافتاء جامعہ رحیمیہ مدینہ گنبد سرکی روڈ کوئٹہ بلوچستان	حضرت مولانا مفتی عبد الباری صاحب مد ظلہم دار الافتاء جامعہ احسن العلوم سریاب روڈ کوئٹہ بلوچستان
حضرت مولانا مفتی روزی خان صاحب مد ظلہم دار الافتاء جامعہ ربانیہ جی او آر کالونی شہباز ٹاؤن کوئٹہ بلوچستان	حضرت مولانا مفتی ہدایت اللہ صاحب مد ظلہم دار الافتاء والقضاء جامعہ تجوید القرآن سرکی روڈ کوئٹہ، بلوچستان
حضرت مولانا مفتی احتشام الحق آسیا آبادی صاحب مد ظلہم دار الافتاء جامعہ رشیدیہ، آسیا آباد، ضلع تربت بلوچستان	حضرت مولانا مفتی عبد الرّحیم قندہاری صاحب مد ظلہم دار الافتاء جامعہ دار العلوم چمن صفہ ٹاؤن روغانی روڈ، پوسٹ بکس 2، چمن، بلوچستان

Scanned with CamScanner